روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۷/۴۲ | منگل - ۱۵ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ، ۱۳ اخاء ۱۳۷۱ ہش، ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء | نمبر ۲۳۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سب سے بڑا شرک جھوٹ ہی کا شرک ہے

اپنے اعمال، اپنے کردار، اپنے خیالات، اپنی گفتار میں ایک انقلاب پیدا کریں، اپنے آپ کو مؤحد بنائیں۔ جھوٹ سے کلیۃً ہجرت کرکے توحید کے دامن میں پناہ لیں۔۔۔۔ پس جب مؤحد ہوکر خدا کی ذات میں گم ہوتے ہیں تو اسی کا نام تبتّل الی اللہ ہے۔ اور تبتّل کے طریق میں سب سے بڑا تبتّل جھوٹ سے دوری اختیار کرنا ضروری ہے۔ اور سب سے بڑا شرک جھوٹ ہی کا شرک ہے۔

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"میرے ساتھ عادت اللہ یہ ہے کہ جب میں کسی اَمر کے واسطے توجہ کرتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں تو اگر وہ توجہ اپنے کمال کو پہنچ جائے اور دعا اپنے انتہائی نقطہ کو حاصل کرلے تب ضرور اس کے متعلق کچھ اطلاع دی جاتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جب انسان خدا تعالیٰ سے دُعا کرتا ہے تو اکثر خدا تعالیٰ اپنے بندے کی دُعا قبول کرتا ہے لیکن بعض دفعہ خدا تعالیٰ اپنی بات منواتا ہے۔ دو دوستوں کی آپس میں دوستی کے قائم رہنے کی یہی نشانی ہوتی ہے کہ کبھی اِس نے اُس کی بات مان لی اور کبھی اُس نے اِس کی بات مان لی۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہمیشہ ایک ہی دوسرے کی بات مانتا رہے اور وہ اپنی بات کبھی نہ منوائے۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ ہمیشہ اس کی دُعا قبول ہوتی رہے اور اسی کی خواہش پوری ہوتی رہے وہ بڑی غلطی کرتا ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صہ ۵۲)

یوم تحریک جدید ۲۳ اکتوبر ۹۲ء منایا جائے

۱۔ امراء اضلاع و صدر صاحبان، مربیان و معلمین سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ مجلس مشاورت ۱۹۹۲ء کے فیصلہ کی تعمیل میں سالِ رواں ۱۹۹۲ء کا دوسرا یوم تحریک جدید مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء منانے کا اہتمام فرمائیں۔ اپنی سہولت اور حالات کے مطابق جلسے منعقد کرکے نیز اس دن خطبہ میں بھی احباب جماعت کو مطالباتِ تحریک کی طرف خصوصی توجہ دلائی جائے۔ اور مطالبات تحریک جدید کی اہمیت احبابِ جماعت پر واضح کرنے کا اہتمام فرمائیں۔ اور پھر یوم تحریک جدید منانے کی رپورٹ بھی ارسال فرمائیں۔ وکیل الدیوان تحریک جدید۔ ربوہ

نظارت زراعت صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے گھروں میں کاشت کے لئے موسم سرما کی سبزیوں کے بیجوں کے پیکیٹ محکمہ زراعت سے محدود تعداد میں منگوائے ہیں۔ جو برائے فروخت ان کے پاس موجود ہیں۔ ہر پیکیٹ جس میں آٹھ سبزیوں کے بیج ہیں کی قیمت آٹھ روپے ہے۔ گھروں میں سبزیاں کاشت کرنے کے مشتاق احباب دفتر نظارت زراعت یا وکالت زراعت تحریک جدید کے دفاتر سے اوقات دفتر میں حاصل کرسکتے ہیں۔

درخواست دُعا

محترم عبدالمنان صاحب طاہر مربی سلسلہ انگلستان کے والد محترم عبدالسلام صاحب (ماڈرن ٹیلرز) ربوہ مختلف عوارض کی وجہ سے بیمار ہیں۔ اور صاحب فراش ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے۔

میاں بیوی کے تعلقات کی بنیاد تقویٰ پر ہونی چاہئیے

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

"انسان ہر قسم کی تکلیف برداشت کر سکتا ہے لیکن وہ اپنے تمام کاموں کے لئے فرداً فرداً اتنا وقت نہیں دیتا جتنا وہ اپنے گھر میں دیتا ہے گو ان کے لحاظ سے گھر کا وقت کم ہوتا ہے لیکن اگر آدمی دوسرے کاموں کے اوقات کو گنے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ دوسرے کاموں کے اوقات کی نسبت گھر کا وقت زیادہ ہوتا ہے۔ گھر سے باہر وہ ایک فرد سے ملے گا پھر دوسرے سے۔ افسروں سے بھی ملے گا اور ماتحتوں سے بھی۔ رشتہ داروں سے بھی ملاقات کرے گا اور محلہ کے لوگوں سے بھی مگر گھر میں صرف ایک شخصیت سے اس کا تعلق اور واسطہ ہوگا اور اسی کی خوبیوں یا نقائص پر اس کی نظر پڑے گی۔ نقائص پر نظر پڑنا آدمی کی کمزوری کی وجہ سے ہوتا ہے جب کسی انسان میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے تو اس کی نگاہ خوبیوں پر کم پڑتی ہے اور نقائص پر زیادہ۔

ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کے ساتھ کہیں جا رہے تھے کہ راستہ میں ان کو ایک مرا ہوا کتا دکھائی دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے کہا۔ اس سے سخت بدبو آرہی ہے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا دیکھو اس کے دانت کتنے صاف اور چمکیلے ہیں گویا مرے ہوئے کتے کے متعلق بھی ان کی نظر خوبی پر ہی پڑی۔ تو روحانیت اور نیکی انسان کو خوبیوں کی طرف متوجہ کرتی ہے مگر وہ شخص جس میں مذہبی نیکی نہ ہو اس کی نگاہ نقائص پر پڑتی ہے اس طرح کمزور آدمی اگر اپنی بیوی کے نقائص پر نظر رکھے اور اس کی خوبیاں نہ دیکھے تو یہ ایک مصیبت ہوگی، جو رات دن ان کو جھیلنی پڑے گی۔ ایک طرف خاوند اگر یہ کہے گا کہ گھر میں کھانا اچھا نہیں پکتا۔ برتنوں کی صفائی نہیں ہوتی تو دوسری طرف عورت کہے گی کہ مجھے کافی اخراجات نہیں دیئے جاتے جس سے میں اپنے گھر کا انتظام درست رکھ سکوں۔ غرضیکہ کئی قسم کی باتیں طرفین سے ہوتی رہیں گی۔

بعض آدمی تنگ آکر اپنی بیوی کے عیوب کی طرف سے لاپرواہی اور غفلت اختیار کر لیتے ہیں جس سے بے حیائی پیدا ہوتی ہے اور بعض لوگ گھر کی ضروریات اور بچوں کی تربیت سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں مگر یہ دونوں صورتیں نقصان دہ اور مضر ہیں۔ اور ان کو روکنے کے لئے (دین حق) نے ایک ذریعہ بتایا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے مطیع اور فرمانبردار ہو جاؤ۔ اب رہا یہ سوال کہ اللہ اور رسول نے کیا بتایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ میاں بیوی کے

باقی صہ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۳- اخاء ۱۳۷۱ ہش ۱۳- اکتوبر ۱۹۹۲ء

پریشانیوں کا اظہار ــ اور دُعا

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ - ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے - فرماتے ہیں:

"مَیں آپ کے واسطے (اللہ نے چاہا تو) دعا کروں گا۔ مگر مَیں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اصول دعا میں سے یہ بات ہے کہ جب تک انسان کو کسی کے حالات کے ساتھ پورا تعلق نہ ہو تب تک وہ رقت اور توجہ نہیں ہو سکتی جو دعا کے واسطے ضروری ہے اور اس قسم کے حضور اور توجہ کا پیدا کرنا دراصل اختیاری امر نہیں ہے - دعا میں کوشش ہر دو طرف سے ہونی ضروری ہے - دعا کرنے والا خدا تعالیٰ کے حضور میں توجہ کرنے میں کوشش کرے - اور دعا کرانے والا اس کو توجہ دلانے میں مشغول رہے بار بار یاد دلائے - خاص تعلق پیدا کرے صبر اور استقامت کے ساتھ اپنا حالِ زار پیش کرتا رہے۔"

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہماری جماعت دعا پر کامل یقین، رکھتی ہے - اور دعا ہی کو اپنی زندگی اور جماعتی ترقی کے لئے مفید ترین ہتھیار سمجھتی ہے - ہر شخص سے ملنے پر باقی باتوں کے علاوہ یہ فقرہ ضرور کہا جاتا ہے "میرے لئے دعا کریں" اگرچہ اس وقت دعا کے مضمون کا کوئی حصہ ذہن میں نہ بھی ہو تو محض دعا پر یقین کے نتیجہ میں دعا کی درخواست کر دی جاتی ہے - یہ بات بھی اچھی ہے - لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ سب سے زیادہ جسے درخواست کی جانی چاہیئے وہ حضرت امام جماعت ایدہ اللہ بنصرہِ العزیز کی شخصیت ہے - اور جماعت کے دوست حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے بھی ہیں لیکن اس سلسلہ میں یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ بعض لوگ اس لئے حضور کو دعا کی کم درخواست کرتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ حضور کو خواہ مخواہ اپنی پریشانیاں بتا کر پریشان کیوں کیا جائے - جذبات کے لحاظ سے تو یہ بات بالکل درست ہے لیکن حضور انور نے خود ہی فرمایا ہوا ہے کہ اپنی پریشانیاں میرے سامنے پیش کریں - مجھے ان سے آگاہ رکھیں - یہی ایک طریق ہے کہ جماعت کی مکمل کیفیت کا حضور کو علم رہے - اور یہی ایک طریق ہے جس سے ہم حضور کی زیادہ سے زیادہ دعائیں لے سکتے ہیں -

پس آپ کتنے بھی پریشان ہوں - حضور انور کو مطلع کریں - اور دعا کی درخواست کریں - یہ دعا کی قبولیت کا بہتر نسخہ ہے - یہی بات حضرت بانی سلسلہ عالیہ نے اپنے اوپر دئے گئے ارشاد میں بیان فرمائی ہے - حضور انور کی خدمت میں اپنی پریشانیوں کا کھل کر اظہار کیجئے اور حضور انور کی بھرپور دعاؤں سے حصہ لیجئے -

یہ شور و شغف ایوانوں میں
یہ ذوقِ طلب دیوانوں میں
مَیں سوچ کے حیراں ہوتا ہوں
مفقود ہے کیوں فرزانوں میں

ـــــــ ابو الاقبال

کیوں تلاش اُن کی مَیں کروں نہ مزید
مقصدِ زیست دید ہے کہ شُنید

تُو رگِ جاں سے بھی قریب ہے کیا
پھر مَیں کیوں تجھ سے اسقدر ہوں بعید

ہر مسرّت میں ایک غم پنہاں
سوزِ غم میں مسرّتوں کی نوید

ہر رفاقت مفارقت کا پیام
ہر وصال اِک فراق کی تمہید

اِک حقیقت ہے دَرد و سوزِ فراق
اِک فسانہ ہے اُن سے گفت و شنید

نظر آتا ہے اب وہ عہدِ قدیم
مَیں نے سمجھا تھا جس کو دَورِ جدید

اِک معمّہ تھی زندگی ناہیدؔ
مَوت شائد ہو زندگی کی کلید

عبد المنان ناہیدؔ

اَے صبحِ گلستاں رہنے دے اے شامِ گلستاں رہنے دے
یہ پھُول مجھے درکار نہیں اے فصلِ بہاراں رہنے دے

وہ نور کہ جس کی کرنوں سے اُلفت کی فضائیں روشن تھیں
وہ نور نہیں ان کرنوں میں اے مہرِ درخشاں رہنے دے

ماضی کے سہانے وقتوں کا جب لَوٹ کے آنا مشکل ہے
پھر کیا حاصل اس گردش سے اے گردشِ دَوراں رہنے دے

جلنا ہی مِرا مقسوم سہی مٹنا ہی مِرا انجام سہی
کچھ دیر تو اپنی محفل میں اے جلوۂ جاناں رہنے دے

شاید کہ اسی سے محشر میں مُصلحؔ کا مداوا ہو جائے
اِک اَشکِ ندامت پلکوں میں اے دیدۂ گریاں رہنے دے

مصلح الدین احمد راجیکی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ - الثانی

معرفتِ الٰہی

میں سب سے پہلے معرفت الٰہی حاصل کرنے کے لئے یہ تین باتیں بتاتا ہوں۔ اوّل یہ کہ انسان دعا کرے۔ دوئم یہ کہ کوشش کرے۔ سوئم یہ کہ صحیح طریق سے کوشش کرے اس کے بعد جو باتیں میں بتاؤں ان کو یاد کرلو۔ اور پھر کوشش کرو اور اس رنگ میں کوشش کرو جو میں بیان کروں گا۔ تو (اللہ نے چاہا تو) ضرور تمہیں کامیابی ہو گی۔ صحیح کوشش کے لئے ایک اور بات ضروری ہے اور وہ یہ کہ وہ سب پہلوؤں پر حاوی ہوتی چاہیئے جن کا کسی مقصد میں کامیاب ہوتے کے ساتھ تعلق ہے۔ مثلاً وہ طالبعلم جو انٹرنس کا امتحان دینا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ جہاں تاریخ اور جغرافیہ پڑھے وہاں حساب بھی سیکھے اور اس کے ساتھ وہ باتیں بھی یاد کرے جن کا انٹرنس کے امتحان کے ساتھ تعلق ہے۔ لیکن اگر کوئی کسی مضمون کو چھوڑ دے گا اور اسے یاد نہیں کرے گا تو گو دوسرے مضامین میں کتنی ہی محنت اور کوشش صرف کرے کبھی کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ پس کسی مقصد کے حاصل کرنے کے لئے کوشش کا سب پہلوؤں پر حاوی ہونا ضروری ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ دین حق میں تنگ ظرفی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ دین حق کہتا ہے کہ میرے سوا کوئی اور مذہب حق پر نہیں ہے۔ حالانکہ چاہئیے یہ تھا کہ کہا جاتا کہ ہر مذہب پر چلنے والا انسان نجات پا سکتا ہے۔ تعجب ہے یہ اعتراض کرنے والے قانون قدرت کی طرف نہیں دیکھتے تو اس کے ہر کام میں کیا نتیجہ نکل رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں جب ایک ہندو ایک عیسائی ایک آریہ کے دل میں خدا کی محبت ہے اور وہ خدا کو پانے کی کوشش بھی کرتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے وہ خدا کو نہ پائے۔ میں کہتا ہوں اس کی وہی وجہ ہے جو لوہاری کا کام سیکھنے کے لئے دھوپ میں لوٹنے سے اس کام کے نہ آنے کی ہے۔ جو علم حاصل کرنے کے لئے الٹا لٹکے رہنے سے علم کے نہ آنے کی ہے۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ جب تک کسی کام کے لئے صحیح کوشش نہ کی جائے اس وقت تک وہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس جب دنیاوی امور میں یہ قانون چلتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ روحانی امور میں بھی یہی قانون نہ چلے۔ پس کسی دینی امر میں بھی اس وقت تک کامیابی نہیں ہوسکتی جب تک کہ ان شرائط کی پابندی نہ کی جائے جو اس کے لئے مقرر ہیں۔

تاریخِ احمدیت

جب تاریخ احمدیت مؤلفہ محترم مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کی دوسری جلد چھپ کر منصہ شہود پر آگئی تو عزت مآب مکرم و محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جو اس وقت نائب صدر عالمی عدالت تھے نے فرمایا:۔

"میرے لئے یہ امر بہت خوشگوار اور اطمینان کا موجب ہے کہ گذشتہ سال کے دوران میں تاریخ احمدیت جلد دوئم بھی تیار ہوکر شائع ہوگئی ہے۔ میں نے پہلی جلد کو پھر دوبارہ پڑھا ہے اور دوسری جلد کے ختم کرنے پر میری طبیعت اسقدر متاثر تھی اور میرے دل پر اس قدر شدید احساس تھا کہ گویا میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ پر ہمیشہ سلامتی نازل فرماتا رہے) کی صحبتِ اقدس میں کئی گھنٹے متواتر گذار کر اٹھا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ہمارے نوجوان ان دونوں جلدوں کا بالاستیعاب مطالعہ کریں اور ہر واقعہ کو جوان کے اندر بیان کیا گیا ہے توجہ اور فکر کی نگاہ سے پڑھیں اور اس پر غور کریں تو وہ اس سے بہت بڑا روحانی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور انہیں اپنی اپنی دینی اور روحانی تربیت میں بہت مدد مل سکتی ہے گو میں سمجھتا ہوں کہ یہ امر صرف نوجوانوں تک ہی محدود نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن نئی پود کے لئے یہ تصنیف بہت بڑی ضرورت کو پورا کرنے والی ہے۔

میں بہت زور سے اپنے نوجوانوں کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں اور میرے دل میں بہت درد ہے کہ وہ اس موقعہ سے جو تاریخ احمدیت کی دو جلدوں کے چھپنے سے میسر آگیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ - الثانی

تلقینِ عمل

ایک ناول نویس نے فرانس کا ایک قصہ بیان کیا ہے۔ اس کے متعلق عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ وہ تاریخی واقعات کو اپناتا ہے فرانس کے بوربن خاندان کو جب ملک سے نکالا گیا تو وہ انگلستان چلا گیا۔ اور لنڈن جاکر بادشاہ نے کوشش کی کہ کسی طرح سے ملک میں بغاوت پھیلائی جائے۔ اس وقت فرانس میں جمہوریت نہیں تھی۔ طوائف الملوکی پائی جاتی تھی۔ غالباً اس وقت تک نپولین برسر اقتدار نہیں آیا تھا۔ یا اس کے قریب زمانے کا یہ واقعہ ہے۔ بادشاہ نے لنڈن سے جہاز میں بعض آدمی فرانس بھیجے کہ وہ فرانس میں جاکر بغاوت پھیلائیں۔ جہاز کے نچلے حصے میں ہتھیار بھی رکھے ہوئے تھے۔ توپیں زنجیر کے ساتھ بندھی ہوئی تھیں۔ ایک شخص صفائی کے لئے وہاں گیا تو اس سے ایک زنجیر کھل گئی۔ اور توپ جہاز کے اندر لڑھکنے لگی۔ اور خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں جہاز ڈوب نہ جائے۔ بادشاہ کا نمائندہ بھی وہاں تھا۔ یہ حالت دیکھ کر اس شخص نے جس سے کنڈا کھلا تھا۔ چھلانگ لگادی اور اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر کنڈا لگانے میں کامیاب ہوگیا۔ اس پر بادشاہ کے نمائندہ نے سب لوگوں کو اکٹھا کیا اور کہا اس شخص نے بہت بڑی بہادری کا کام کیا ہے۔ اور ایک تمغہ جو فرانس میں سب سے زیادہ عزت والا سمجھا جاتا ہے دے کر کہا میں بادشاہ کی طرف سے یہ تمغہ بہادری کے صلہ میں اس کے سینے پر لگاتا ہوں۔ اس کے بعد اس نے کمانڈر کو حکم دیا اسے لے جاؤ اور گولی مار دو۔ اتفاقاً جہاں اترنا تھا۔ وہاں سمندر میں سخت طوفان آیا ہوا تھا۔ اور خطرہ تھا کہیں جہاز غرق نہ ہو جائے۔ اس وقت جہاز کے کمانڈر نے کہا کہ اس وقت مجھے ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو یقینی موت کو قبول کرلے۔ چنانچہ ایک ملاح آگے آیا۔ اس نے اسے حکم دیا کہ اس شخص کو کشتی میں بٹھا کر ساحل فرانس تک پہنچا دو۔ طوفان زوروں پر تھا لیکن وہ ملاح کامیابی کے ساتھ ساحل فرانس پہنچ گئے۔ اور وہاں پہنچ کر ملاح نے پستول نکال لیا۔ اور کہا میں نے اپنی جان کو صرف اس لئے خطرے میں ڈالا تھا۔ کہ تم سے اپنے بھائی کا بدلہ لوں۔ اس نے کہا تم نے حقیقت پر غور نہیں کیا۔ تمہارے بھائی نے ایک نیک کام کیا تھا۔ اور ایک بُرا کام کیا تھا۔ میں نے اس کے اچھے کام کا اچھا بدلہ دیا۔ اور فرانس کا سب سے بڑا تمغہ اسے لگایا۔ اور اس کے بُرے کام کے بدلہ میں اسے گولی سے مار دینے کا حکم دیا۔ تم جانتے ہو کہ میں بادشاہ کے مفاد کی خاطر یہاں آیا ہوں اور اپنے مقصد میں کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ میں ہر طرح کی احتیاط سے کام لوں اور اس کے رستے میں حائل ہونے والی کسی روک کی پرواہ نہ کروں۔ اس نے ایک برا کام کیا تھا۔ اور میری بادشاہ سے وفاداری کا تقاضا یہی تھا کہ میں اسے ہلاک کردوں اس پر اس ملاح نے ہتھیار پھینک دیا۔ اور کہا میں سمجھ گیا ہوں۔ میرا بھائی قصوروار تھا۔ اور اپنے اس جرم کے بدلہ میں موت کی سزا کا مستحق تھا۔ تم ان لوگوں کی تاریخ میں، ادب میں، ناولوں میں، کہانیوں میں، قصوں میں اور علم و اخلاق کی کتابوں میں دیکھ لو یہی مضمون ملے گا کہ جب بھی کوئی شخص غلطی کرتا ہے وہ اپنی غلطی کی سزا لیتا ہے۔ چاہے اس سے پہلے اس نے کتنی ہی قربانیاں کی ہوں وہ ختم ہو جاتی ہیں اور سزا میں ان کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ جب تک تم اس طریق پر عمل نہیں کرو گے۔ تم ترقی نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی شخص جنگ میں پیٹھ دکھاتا ہے اور لڑائی سے بھاگ جاتا ہے تو چاہے اس نے بیس سال تک قربانی کی ہو کوئی احمق ہی ہوگا جو اس کے اس جرم کے بعد ان قربانیوں کا خیال رکھے۔ وہ شخص بہر حال مجرم ہے۔ اس کی پچھلی سروس کے بدلے میں اس کے پچھلے انعام ہیں اور موجودہ غلطی پر موجودہ سزا ہے۔ تم یہ بات اپنے ذہن میں اچھی طرح داخل کرلو ورنہ تمہاری ساری قربانیاں ہیچ ہوں گی۔ اور تم تمام لوگوں کے غلام ہو جاؤ گے۔ لیکن اگر تم اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلو گے تو تمہیں توکل نصیب ہوگا اور جس شخص کو صحیح توکل نصیب ہو جاتا ہے اس کی کامیابی میں کوئی شبہ نہیں ہوتا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع فرماتے ہیں

"بچپن سے ایسے بچوں کے مزاج میں شگفتگی پیدا کرنی چاہیئے۔ ترش روئی وقف کے ساتھ پہلو بہ پہلو نہیں چل سکتی، ترش رُو واقفین زندگی ہمیشہ جماعت میں مسائل پیدا کیا کرتے ہیں اور بعض دفعہ خطرناک فتنے بھی پیدا کر دیا کرتے ہیں اس لئے خوش مزاجی اور اس کے ساتھ تحمل یعنی کسی کی بات کو برداشت کرنا، یہ دونوں صفات واقفین بچوں میں بہت ضروری ہیں"۔ (از خطبہ فرمودہ ۱۰ فروری ۸۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات ، واقعات ، شخصیات ـــ نون۔ سین

اردن/عراق تعلقات

خلیج کی جنگ میں اگرچہ عرب ریاستوں کے سربراہ تو امریکہ کے اتحادی تھے اور صدام کو کویت سے نکالنے میں پورا زور صرف کر رہے تھے۔ لیکن اردن کے شاہ حسین اس سلسلے میں صدام کے ساتھی نظر آتے تھے اور عوام الناس بھی ان کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے۔ لیکن اب ایسا لگتا ہے کہ اردن کے شاہ حسین عراق کے صدام کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ انہوں نے عراقی حزب اختلاف سے وعدہ کر لیا ہے کہ وہ لندن میں ان سے ملاقات کریں گے۔ اب تک صدام پر جو پابندیاں لگائی گئی تھیں اگرچہ دوسرے ممالک نے ان کی اچھی خاصی پاسداری کی ہے۔ لیکن اردن نے ان کی زیادہ پرواہ نہیں کی۔ عراق میں جو مال سمگل ہو کر جاتا رہا ہے اس کی طرف سے صرف نظر کئے رکھا حالانکہ اس میں اسلحہ بھی شامل ہوتا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ حزب اختلاف سے ملاقات کا یہ مطلب نہ ہو کہ وہ صدام کے خلاف ہو گئے ہیں۔ وہ حزب اختلاف کو سمجھانا چاہتے ہوں کہ صدام کی مضبوطی میں عرب ریاستوں کی مضبوطی ہے۔ لیکن بعض دیگر عوامل تجزیہ نگاروں کو ایسے نظر آتے ہیں جن کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ شاہ حسین دراصل امریکہ کے اتحادیوں سے متاثر ہو گئے ہیں اور اب صدام کو اقتدار سے ہٹانے میں حصہ لینے پر تیار ہیں۔ شاہ حسین کو عوام الناس کی جو حمایت حاصل تھی وہ اب ہاتھ کھینچتی نظر آ رہی ہے جس طرح اردن کے عوام الناس عراق کی حمایت کے لئے شاہ حسین کے ساتھ تھے اسی طرح اب وہ صدام کی مخالفت میں بھی اس کے ساتھ ہیں۔ جب شاہ حسین علاج کے بعد واپس آئے تو تقریباً دس لاکھ اردنی لوگ خوشی کا اظہار کرنے کے لئے سڑکوں پر نکل آئے۔ اس موقعہ پر رسمی طور پر اونٹ بھیڑیں اور بکریاں قربانی کے لئے ذبح کی گئیں۔ اور ایسے لگتا تھا کہ ان کا واپس آنا ہاشمی سلطنت میں ایک اہم موڑ ہے۔ خلیج کی جنگ کے دوران ان کے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ صدام کی حمایت کر کے اپنے آپ کو عربوں کے مکمل طور پر حامی ثابت کر رہے ہیں اب جب کہ وہ ہسپتال سے فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ یہ کچھ لوگ اپنے اقتدار پر قابض رہنے کے لئے عوام الناس کو کیوں مشکلات کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے کبھی اپنے علاقے میں کسی ایسے فرد کی حمایت نہیں کی جو عوام الناس پر اپنے آپ کو ترجیح دے۔ میں ہمیشہ عوام الناس کا حامی رہا ہوں۔ اور ایسے اقتدار کو ہی پسند کرتا ہوں جس میں عوام الناس کی بھلائی پیش نظر رکھی جائے۔

فلسطینیوں کے حقوق

اگرچہ مشرق وسطیٰ میں قیام امن کیلئے چھ دور ہو چکے ہیں۔ پہلا میڈرڈ سپین میں ہوا تھا۔ اور چھٹا گذشتہ روز واشنگٹن میں اختتام پذیر ہوا۔ لیکن ان میں سے کسی موقعہ پر بھی کچھ حاصل نہیں کیا جا سکا۔ اگرچہ اسرائیلیوں نے چھٹے دور کے اختتام پر یہ کہا کہ پیش رفت ہوئی ہے۔ لیکن عربوں نے اپنے تمام بیانات میں اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ بہرحال امید کی جاتی ہے کہ اگر یہ اجلاس جاری رہے تو کبھی نہ کبھی قیام امن کی شکل نکل آئے گی۔ تنظیم آزادیٔ فلسطین کے چیئرمین یاسر عرفات کو یہ فکر لاحق ہے کہ قیام امن کے پروگرام میں سے ان کی تنظیم کو مکمل طور پر باہر نہ رکھا جائے۔ چنانچہ انہوں نے گذشتہ روز مصر کے صدر حسنی مبارک سے اس سلسلے میں گفت و شنید کی۔ مصر وہ واحد عرب ملک ہے جس نے اسرائیل کے ساتھ امن معاہدہ کیا ہوا ہے۔ یاسر عرفات کو اس بات کی فکر ہے کہ اسرائیل شام کے ساتھ امن معاہدہ کر لے گا۔ اور فلسطینیوں کے حقوق بحال نہیں ہو سکیں گے۔ چنانچہ ان کی یہ کوشش ہے کہ عربوں کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ سب سے پہلے اور سب سے زیادہ فلسطینیوں کے حقوق کی نگہداشت کریں

روہنگے مسلمان

تین لاکھ کے قریب روہنگے مسلمان برما میں۔ جہاں کی فوجی حکومت کے ظلم و تشدد سے تنگ آ کر اپنے صوبے اراکان کو چھوڑ کر بنگلہ دیش آئے ہوئے ہیں۔ یہاں انہیں کیمپوں میں رکھا جا رہا ہے پچھلے دنوں جب ۱۹۴۹ء افراد کو واپس برما بھیجا گیا تھا تو باقی لوگوں نے اس پر مزاحمت کی تھی۔ اور فسادات کے نتیجہ میں کچھ لوگ ہلاک بھی ہو گئے تھے۔ ان کا مطالبہ یہ رہا ہے کہ ہماری واپسی بھی اقوام متحدہ کی نگرانی میں ہونی چاہئے اور وہاں پر بھی اپنے ملک میں ہم اقوام متحدہ ہی کی نگرانی میں رہیں گے۔ کیونکہ وہاں اپنے جان و مال کا تحفظ ہم از خود نہیں کر سکتے۔ اب برما کی حکومت نے اراکان کے صوبے میں ایک ٹاؤن شپ آفیسران مسلمانوں میں سے مقرر کر دیا ہے۔ یہ افسر ایک فوجی کی جگہ لیں گے۔ بنگلہ دیشی افسر نے جس نے حال ہی میں برما کا دورہ کیا واپس آ کر بتایا ہے کہ ہمارے خیال میں برما کی فوجی حکومت کا یہ اقدام روہنگے مسلمانوں کے دلوں میں اعتماد پیدا کرنے کا باعث ہونا چاہئے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسی سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں کی فوجی حکومت نے اپنا رویہ بدل لیا ہے۔ اگر فوجی حکومت کی طرف سے کوئی مزاحمت نہ کی جائے تو ان روہنگے مسلمانوں کو اپنے صوبے میں رہنا چاہئے ڈھاکہ میں فی الحال ۶۴۲۰۵، افراد کی فہرست پیش کی ہے جن میں ۱۲۵۵۸ کی واپسی کا انتظام فوری طور پر کرنا مقصود ہے۔ اگرچہ واپسی کا معاہدہ تو پہلے بھی ہو چکا تھا۔ اور یہ اپریل میں ہوا تھا۔ لیکن برمیوں نے واپس جانے سے اس لئے انکار کر دیا کہ ان کے خیال میں وہاں ان کے تحفظ کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔

کردوں کا نقصان

گذشتہ جمعرات کے روز بتایا گیا کہ ترکی کی حکومت نے علیحدگی پسند کردوں کو ایک خونریز لڑائی کے ذریعے خاصا نقصان پہنچایا ہے۔ یہ جھگڑا تو گذشتہ آٹھ سال سے جاری ہے اور آپس کی جھڑپیں کردوں کو خاصا نقصان پہنچاتی ہیں۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ اب جو جھڑپیں ہوئی ہیں ان میں کردوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ کردوں کی ورکرز پارٹی کو خاص طور پر اس طرح نقصان پہنچایا گیا ہے کہ وہ اب دوبارہ اکٹھے ہو کر پارٹی کی تنظیم نو میں حصہ نہیں لیں گے۔ لڑائی میں خونریزی بھی خاصی ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس پارٹی کے تقریباً ایک سو افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ اگرچہ تجزیہ نگاروں نے اس اندازے کو بہت کم بتایا ہے یعنی ان کے خیال میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ بہرحال تعداد ایک سو یا ایک سو سے زیادہ۔ اگر ہلاکت کے علاوہ انہیں یہ نقصان بھی پہنچا ہے کہ اب وہ اپنی تنظیم نو نہیں کر سکیں گے۔ تو وہ بہت بڑا نقصان ہے۔ کردوں کا کہنا ہے کہ یہ ایک سیاسی مسئلہ ہے اور سیاسی گفت و شنید کے ذریعے اس طرح حل ہو جانا چاہیئے کہ انہیں ایک الگ خطہ دے دیا جائے۔ لیکن مسٹر ڈیمرل وزیر اعظم ترکی نے اس کے بالمقابل اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ اس مسئلہ کو فوج کے ذریعے حل کیا جا سکتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک علیحدگی پسند کردوں کو کچل نہیں دیا جائے گا۔ اس وقت تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا یعنی حل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کردوں کی اس خواہش کو کبھی پورا نہ ہونے دیا جائے۔ ترکی پر حملے کئے جاتے ہیں اور اس وقت بھی کردوں نے ترکی پر حملہ کیا۔ لیکن اس حملے کو پچھاڑ دیا گیا اور اب امید نہیں کہ یہ کرد جلدی اس قسم کا دوبارہ حملہ کر سکیں گے۔

کویت / نئی پارلیمنٹ

کویت کے انتخابات میں حزب اختلاف نے اکثریت حاصل کر لی ہے۔ اگرچہ کئی امیدوار ایسے تھے جن کے متعلق یقینی نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کس طرف ہیں لیکن پھر بھی حزب اختلاف نے اتنی نشستیں حاصل کر لی ہیں کہ وہ حکومت بنا لے۔ تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ یہ پارلیمنٹ خاصی مضبوط ہو گی۔ اور ہر قسم کے قوانین بنانے کا حق رکھے گی۔ اس سے پہلے جس پارلیمنٹ کو برطرف کیا گیا تھا۔ وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی۔ اب عنقریب کویت کے امیر شیخ جابر الاحمد الصباح کابینہ کی تشکیل دیں گے۔ انہیں یہ کام انتخابات کے دو ہفتہ بعد تک کرنا ہے۔ وہاں کے دستور کے مطابق وزراء اپنی حیثیت میں پارلیمنٹ کے منتخب ممبر سمجھے جاتے ہیں۔ کئی پرانی پارلیمنٹ کے ممبر اس دفعہ بھی خاصے ووٹ لے کر کامیاب

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر میاں محمد افضل

پاکستان کے نالائق اساتذہ ؟

پاکستان سے دور بیٹھا ہوں ۔ اس لئے ۹ ستمبر کا الفضل آج (۲۴ ستمبر) کو بلکہ ابھی ملا ۔ اس کے ایک کونے میں بلیٹن آف ورلڈ نالج کے حوالے سے کچھ اعداد و شمار دیئے گئے تھے ۔ یہ پڑھ کر میری رگِ حمیت پھڑک اٹھی اور میں فوراً قلم اٹھانے پر مجبور ہو گیا ۔ ان اعداد و شمار نے پاکستان کو سر فہرست رکھا ہے ۔ مگر یہ "بدنام جو ہوں گے تو بھلا نام نہ ہوگا" کی قسم کی عزت افزائی ہے ۔ اس ادارہ کی "تحقیق" کے مطابق پاکستان میں ۸۷ ر فیصد نالائق اور فقط ۱۳ ر فیصد لائق اساتذہ ہیں ۔ پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ اعداد و شمار قابلِ اعتماد ہیں؟ یہ آئے کہاں سے؟ درج کردہ مختصر نوٹ سے تو یہی معلوم ہوا کہ اس ادارے نے اپنے ذرائع سے غیر رسمی طریق پر حاصل کئے ۔ جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ غالباً ریسرچ کے مروجہ طریق نہیں اپنائے گئے ۔ بلکہ غیر رسمی طریق پر انحصار کیا گیا جس میں ذاتی رائے اور متعصبانہ سوچ کا دخل ہو سکتا ہے ۔ اور جس کے باعث اصل شکل کو بگاڑ کے پیش کیا جا سکتا ہے ۔ مجھے ان نتائج سے اختلاف ہے اور بطور استاد یہ حق پہنچتا ہے کہ ان فرضی اعداد و شمار کے خلاف احتجاج کروں ۔

استاد لائق ہیں یا نالائق یہ جانچنے کا معیار اس ادارے کے پاس کیا تھا ۔ اول تو وہ اعداد و شمار مبنی بر ریسرچ نہیں دوسرے یہ کہ استادوں کے لائق اور نالائق ہونے کو جانچنا کوئی اتنا سہل کام نہیں کیا ہم فقط میٹرک ۔ ایف ۔ اے ۔ بی ۔ اے کے نتائج کی بناء پر اس قسم کا فیصلہ صادر کر سکتے ہیں ۔ کہ چونکہ نتائج ۱۵ سے ۲۵ فیصد تک ہیں اس لئے مطلب یہ ہوا کہ صرف ۱۵ یا ۱۳ ر فیصد اساتذہ لائق ہیں باقی سب نالائق ۔ یہ تو نہایت ہی نامعقول توجیہہ ہوگی ۔ کیونکہ نتائج پر اثر انداز ہونے والے عوامل بے شمار ہیں ۔ ان میں یقیناً استاد کا حصہ ہے ۔ مگر اس کے علاوہ طالب علم (ذہانت ۔ محنت ۔ دلچسپی وغیرہ) طالب علم کی ترجیحات (وہ پہلی بار دو مضامین کا امتحان دیتا ہے ۔ باقی مضامین کا بعد میں ۔ مگر پہلی بار فیل قرار دیا جاتا ہے)، ملکی حالات (ہنگامے ۔ کالجوں سکولوں کا بند ہونا) بھی شامل ہیں ۔ اس لئے استاد کی کارکردگی کو جانچنے کا پیمانہ اتنی آسانی سے نہیں بن سکتا ۔ اور جب تک کسی معروضی طریق سے اس کے کام کا جائزہ نہ لیا جائے ۔ ایک چونکا دینے والا انکشاف کرنے کا کسی ادارے کو حق نہیں پہنچتا ۔

میں نے تعلیم سے متعلق پاکستان ٹائمز کے لئے بے شمار مضامین لکھے جن میں پاکستان میں کئے گئے تعلیمی تجربات کی مضحکہ خیزیاں ۔ نظام تعلیم کی خامیاں ۔ تعلیمی معیار کا گرنا ۔ اساتذہ کی ناکافی تربیت اور دوسری بہت سی خامیوں کی نشاندہی کی اور بعض جگہ میری تحریر میں تلخی بھی آگئی مگر مقصد ایک ہی رہا یعنی اصلاح احوال ۔ لیکن جب ایک عالمی ادارہ یہ کہتا ہے کہ پاکستان وہ ملک ہے جس میں نالائق ترین اساتذہ پائے جاتے ہیں تو یہ امر قابل برداشت نہیں رہتا ۔ قارئین شائد یہ سوچیں کہ میں نے خواہ مخواہ اساتذہ کی حمایت پر کمر باندھ رکھی ہے ۔ جب تعلیمی نتائج خراب سے خراب تر ہو رہے ہیں ۔ جب تعلیمی معیار روز بروز گر رہا ہے تو کیا ایک عالمی ادارہ یہ کہنے میں حق بجانب نہیں کہ پاکستان کے اساتذہ نالائق ترین ہیں ۔ اور ان میں سے معدودے چند ہی ایسے ہیں جو کہ معیار پر پورے اترتے ہیں ۔

مجھے یہ تسلیم ہے کہ تعلیمی معیار گر رہا ہے ۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس تعلیمی انحطاط کا ذمہ دار آیا فقط استاد ہی ہے ۔ اس پر حقیقتاً کئی عوامل اثر انداز ہو رہے ہیں جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا ہے ۔ مگر ان کی تھوڑی سی تفصیل ضروری ہے ۔ اس لئے چند کا ذکر کرنا چاہوں گا ۔ اول طالب علم کو لیجئے ۔ ان میں سے کتنے ایسے ہیں جنہیں بقول محترم نسیم سیفی صاحب علم کی چاٹ لگی ہوئی ہے ۔ علم کی لگن تو کم بلکہ بہت کم نظر آتی ہے ۔ ہاں بہت سے ہیں جو نعرے لگانے میں پیش پیش ہیں ۔ سبق سنانے کے وقت آواز گلے میں پھنس جاتی ہے ۔ ہاؤ ہو کے وقت وہ گلا پھاڑتے ہیں ۔ بعض اوقات استاد کی پگڑی اچھالنا بھی باعثِ فخر سمجھتے ہیں ۔ ڈسپلن نام کی چیز تعلیمی اداروں سے عنقا ہو رہی ہے ۔ ابتری اور بدنظمی نے بہت گل کھلائے ہیں ۔ لیکن اسکے لئے میں فقط طالب علم کو ہی موردِ الزام نہیں گردانتا ۔ اس میں بڑے بھی شامل ہیں ایک تو ہیں سیاستدان اور دوسرے والدین ۔ سیاستدان جس کی سیاست کی بنیادیں کھوکھلی ہیں ۔ لیکن وہ نوجوانوں کو اپنا آلۂ کار بنا کے شہ زوریاں دکھلاتا ہے ۔ وہ ان کے بل بوتے پر اپنی NUISANCE VALUE (خرابی کرنے کی قوت) میں اضافہ کرتا ہے ۔ نوجوانوں کو استعمال کر کے وہ دوسروں کو سرِ بازار رسوا کر سکتا ہے یا اپنی ڈوبتی ہوئی نیّا کو بچا سکتا ہے ۔ آج سٹوڈنٹ پاور ایک بہت بڑی پاور تسلیم کی جاتی ہے ۔ جس پر کئی سیاستدان تکیہ کئے ہوئے ہیں ۔ نوجوان کسی لالچ میں پھنس کر ان کے آلۂ کار بن جاتے ہیں ۔ پھر پڑھائی کا اللہ حافظ ہلڑ بازی ہوگی اور نعرہ بازی ایسے میں کتابیں کہاں یاد آتی ہیں ۔ اس طرح سیاستدان اپنا کام تو نکال لیتے ہیں مگر طالب علم کا طلبِ علم کا جذبہ دب جاتا ہے ۔ وہ اپنے راستے سے بھٹک کر اپنی منزل کھو بیٹھتا ہے ۔

تعلیمی انحطاط میں والدین کا بھی ہاتھ ہے ۔ ان کی مصروفیت کا یہ عالم ہے کہ ان کے پاس وقت ہی نہیں کہ دیکھیں کہ بچے سکول، کالج میں کیا کر رہے ہیں، ان کی پڑھائی کی کیفیت کیسی ہے ۔ کردار سازی کیسی ہو رہی ہے ۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو کچھ کرنا چاہیں تو کر نہیں پاتے ۔ وہ کچھ اس قسم کی کیفیت کو پہنچ جاتے ہیں ۔ ایک حقیقی واقعہ سنئے ۔ میرے کالج میں ایک شوخ و شنگ طالب علم حدود و قیود پھاندتا ہوا دکھائی دیا تو پہلے میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی اور جب وہ کارگر نہ ہوئی تو اس کے والد محترم سے بات کرنا چاہی وہ تشریف لائے ۔ میں نے حرفِ مدعا بیان کیا ۔ جب سب کہانی کہہ چکا تو انہوں نے اپنی بے چارگی اور عاجزی کی داستان سنادی ۔ فرمانے لگے "میں تو اپنے لڑکے سے بات نہیں کر سکتا" ۔ عرض کیا "کیوں؟" کہنے لگے "ایک تو میری اس سے ملاقات ہی نہیں ہوتی ۔ میں ٹھہرا ایک دفتر کا کلرک ۔ تھکا ہوا دفتر سے آیا ۔ رات کے ۸ ۔ ۹ بجے سو گیا اور میرے فرزند ارجمند تشریف لاتے ہیں رات کے گیارہ ۔ بارہ بجے ۔ صبح مجھے آٹھ بجے دفتر پہنچنا ہوتا ہے ۔ اور وہ اس وقت تک استراحت فرما رہے ہوتے ہیں ۔ اس لئے ملاقات نہیں ہو پاتی ۔ اور اگر ہو بھی جائے تو میں اسے سمجھانے کی جرأت نہیں کر پاؤں گا نہ جانے کیسا جواب ملے" دیکھا آپ نے ایک والد کی بے چارگی کا عالم ۔ جس کا ذمہ دار نوجوان تو ہے لیکن والد صاحب خود بھی ہیں ۔ اگر وہ اولاد کی صحیح نگرانی اور صحیح تربیت کرتے تو اس حال کو نہ پہنچتے ۔ اولاد کی صحیح تربیت کرنا والدین کی اہم ذمہ داری ہے ۔ اور وہ کسی بہانے اس سے سبکدوش نہیں ہو سکتے ۔ صحیح تربیت ان کے بہتر تشکیل کردار کا باعث ہوگی اور یہ کردار اثر انداز ہوگا تعلیمی ماحول پر اور تعلیمی ماحول اثر انداز ہوگا تعلیمی معیار پر ۔

اب ذرا استاد کی بھی بات ہو جائے ۔ جو کچھ ہو رہا ہے ۔ جو تعلیمی انحطاط نظر آ رہا ہے اس میں یقیناً استاد کا بھی بڑا حصہ ہے ۔ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ کچھ ایسے بھی ہیں جو کئی دروازوں پر دستک دینے کے بعد جب کوئی در نہیں کھلتا تو کسی تعلیمی ادارے میں چپکے سے گھس آتے ہیں ۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو خود ہنگامہ آرائی کی پیداوار ہیں ۔ وہ خود جب طالب علم تھے تو ہنگاموں میں حصہ لیتے رہے اپنی لیڈری چمکائی ۔ یونیورسٹی میں توڑ پھوڑ کی اپنے اساتذہ کی عزت کا جنازہ نکالا ۔ اور پھر کسی طرح ہاتھ میں ڈگری تھامے ہوئے نکل آئے ۔ اور استاد کے منصبِ جلیلہ پر متمکن ہو گئے ۔ مگر وہ شرارت کا جذبہ اب بھی اندر موجود ہے جو گاہے بگاہے ابھرتا رہتا ہے ۔ لیکن اب یہ پس پردہ طالب علموں کی "راہنمائی" کرتے ہیں اور یہاں بھی اپنی دکان چمکاتے ہیں ۔

ایسے اساتذہ موجود ضرور ہیں مگر ہیں آٹے میں نمک کے برابر ۔ مگر اس سب کچھ کے باوجود یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ پاکستان میں نالائق اساتذہ کی اکثریت ہے ۔

پاکستان میں بے شمار اچھے اساتذہ موجود ہیں اور انہی کے دم قدم سے یہ ادارے قائم ہیں ۔ اور صرف قائم ہی نہیں بلکہ ترقی کر رہے ہیں ۔ اگر فیل ہونے والے طلباء کی تعداد تشویشناک حد تک پہنچ چکی ہے تو آج کے نتائج میں یہ بات بھی جھلک رہی ہے کہ آج کا طالب علم پہلے کے طالب علموں سے کہیں زیادہ نمبر لے رہا ہے ۔ ۹۰ ۔ ۹۵ اور بعض اوقات ۱۰۰ ر فیصد تک ۔ اور یہ ایک خوش کن امر ہے ۔ اور اس میں استاد اور شاگرد دونوں کی محنت اور لیاقت کو دخل ہے ۔ پھر جس ملک میں اکثریت "نالائق" اساتذہ کی ہے وہاں اتنے ڈاکٹر اور انجینئر پیدا ہو رہے کہ ان کے لئے ملازمتیں کم پڑ گئی ہیں ۔ ملک میں اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کی تعداد میں اس تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے کہ ان کے لئے

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نظارت امور عامہ کے زیرِ انتظام سیلاب زدگان کی امدادی سرگرمیاں

نظارت امور عامہ صدر انجمن احمدیہ کے زیرِ انتظام سیلاب زدگان کی امداد کے لئے جو کمیٹی مکرم میجر (ریٹائرڈ) شاہد احمد سعدی صاحب کی نیابت میں قائم کی گئی ہے اس کے تحت مختلف جگہوں پر امدادی کاموں کا سلسلہ جاری ہے۔

اس سلسلے میں بعض امدادی کیمپوں کی تفاصیل ذیل میں درج کی جاتی ہیں:۔

کیمپ چاہ سردار والا ضلع سرگودھا

یہ جگہ ساہیوال ضلع سرگودھا سے ۳۔۴ کلومیٹر اور ربوہ سے ۸۰ کلومیٹر دور واقع ہے۔ حالیہ تباہ کن سیلاب میں یہ سارا ہی گاؤں تباہ ہو گیا۔ صرف گنتی کے ۴ کمرے ایسے ہیں جو باقی بچے ہیں ورنہ ہر گھر گرا ہوا ہے۔ پانی آنے پر اس گاؤں کے افراد گھروں سے نکل کر جھرولہ چک کے ہائی سکول میں پناہ گزین ہوئے۔ اس سکول میں دوربالا نامی گاؤں کے افراد بھی پناہ لینے آئے ہوئے تھے۔

ابتدائی طور پر جھرولہ میں میڈیکل اور ریلیف کیمپ قائم کیا گیا جہاں پر بلاتمیز مذہب وملت سب سیلاب زدگان کی امداد کی گئی۔ ۱۲ ستمبر سے ۲۶ ستمبر تک مختلف ڈاکٹر صاحبان خدمات انجام دیتے رہے۔ ان میں مکرم ڈاکٹر مہدی علی چوہدری صاحب، مکرم ڈاکٹر حنیف احمد قمر صاحب مکرم ڈاکٹر محمد احمد عبداللہ صاحب اور ڈسپنسر مکرم سلطان احمد صاحب نے مختلف اوقات میں ڈیوٹیاں دیں۔

اس کے بعد ۲۸ ستمبر سے یہ کیمپ چاہ سردار والا میں منتقل کر دیا گیا۔ اور طبّی امداد کے علاوہ دیگر امداد بھی فراہم کی جانے لگی۔ ربوہ سے 25 و ۳۰ خدام بھیجے گئے جنہوں نے خیمے لگا کر کام شروع کیا۔ اس کے بعد ۱۰ و ۱۲ خدام مزید بھی جاتے رہے۔ اس طرح مجموعی طور پر ربوہ کے قریباً ۴۰ خدام کو خدمات انجام دینے کی سعادت ملی۔ ان میں سے ۸ و ۱۰ خدام مستقل طور پر ۲۶ ستمبر سے ۷ اکتوبر تک وہاں رہے۔

سیلاب کا پانی اُترنے کے بعد جب لوگ اپنے گھروں کو واپس گئے تو ان کا سب سے اہم مسئلہ گرے ہوئے مکانوں کی تعمیرِ نو تھا۔ چنانچہ خدام نے رضاکارانہ طور پر تعمیراتی کام کا آغاز کیا۔ ان رضاکار خدام نے خود ہی مستری کا کام کیا اور خود ہی مزدوروں کے فرائض سرانجام دیئے اور ۲۶ ستمبر سے ۷ اکتوبر تک ۴ کمروں کی تعمیر مکمل کی۔ چار جگہ بنیادیں بھری گئیں۔ اور دو گھروں میں ۴، ۵ فٹ اونچی دیوار بنائی گئی۔ تعمیرات کا یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ اس کے علاوہ اس کیمپ کے ذریعے سیلاب زدگان کو کمبل، کپڑے، ٹینٹ اور خورونوش کی دیگر اشیاء بھی فراہم کی گئیں۔

اس کیمپ میں نظارت امور عامہ کی طرف سے مکرم میجر (ریٹائرڈ) شاہد احمد سعدی صاحب، مکرم منور احمد صاحب واہلہ، مکرم راجہ نصیر احمد صاحب نے کیمپ کی نگرانی کی۔ مکرم ڈاکٹر محمد احمد عبداللہ صاحب کئی دن وہیں مقیم رہے۔

بھیرہ کیمپ

اس جگہ اس وقت کیمپ کا آغاز کیا گیا۔ جب یہاں پر ۸، ۱۰ فٹ پانی کھڑا تھا۔ سڑکیں اور راستے پانی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ یہ کیمپ ۳ ستمبر کو شروع ہوا۔ مکرم شاہد سعدی صاحب، مکرم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اور چند دیگر خدام فوج کی کشتیوں کے ذریعہ راشن، آٹا، چاول، دالیں وغیرہ لے کر پہنچے۔ اور قریب کے علاقوں میں کشتیوں کے ذریعے بھی امدادی سامان پہنچایا۔

اس کے بعد ہجکہ میں مستقل کیمپ لگایا گیا اور اس جگہ سے قریبی دیہات میانی، گھوگھیاٹ، جھمٹ اور جھگیاں وغیرہ میں ضروری راشن اور ٹینٹ وغیرہ پہنچائے گئے۔ ان چاروں جگہوں پر موبائل طبّی ٹیمیں بھی روانہ کی گئیں۔ یہ کیمپ ۱۰ دن قائم رہا۔ مکرم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ۱۰ دن تک وہیں رہے ان کی معاونت کے لئے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے فائنل ایئر کے طلباء مکرم میر مقبول احمد صاحب مکرم مبشر احمد صاحب، اور مکرم محمد احسن صاحب نے خدمات انجام دیں۔ ان کے علاوہ مکرم اسد ضیاء بٹر صاحب آف کرتو ضلع شیخوپورہ اور مکرم سلطان احمد صاحب ڈسپنسر بھی امدادی کاموں میں مصروف رہے۔

اب دوبارہ ہجکہ سے اطلاع ملی ہے کہ وہاں پر وبائی بیماریاں ملیریا وغیرہ پھوٹ پڑی ہیں۔ چنانچہ ۵ اکتوبر تک یہاں اور کوئی طبّی امداد میسّر نہیں۔ جن اداروں نے کیمپ قائم کئے تھے وہ واپس چلے گئے ہیں۔ لہٰذا ۵ اکتوبر کو مکرم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب، ڈسپنسر مکرم عبدالباسط صاحب اور مکرم اسد ضیا بٹر صاحب دوائیوں کی ایک بڑی مقدار لے کر اس جگہ گئے اور ایک دن میں ۴۰۰ مریضوں کو دیکھا اور ان کو ادویہ دے کر ان کا علاج کیا۔ چند روز کے لئے وہاں پر ایک مستقل کیمپ لگا دیا گیا۔ اس کے علاوہ امدادی سامان کے طور پر کمبل دریاں اور ٹینٹ مستحقین کو بلا امتیاز مذہب وملّت تقسیم کئے گئے۔ اس جگہ امدادی سامان کی ایک پوری ویگن بھر کر لے جائی گئی تھی۔

عُمر آباد کا کیمپ

۵ اکتوبر کو امدادی سامان سے بھرا ہوا ایک ٹرک لے کر ایک امدادی ٹیم ضلع خوشاب بھیجی گئی۔ ربوہ کے دس خدام بھی مکرم لطیف احمد صاحب زعیم طاہر آباد کی سرکردگی میں امدادی کاموں کے لئے ہمراہ تھے۔ اس ٹیم نے عُمر آباد میں دریا کے کنارے خیمے لگا کر کیمپ لگایا اور عمر آباد کے علاوہ ٹھٹھی بخش شاہ، احمد آباد، اور کھائی میں امدادی سامان تقسیم کیا۔ اور دوائیں دیں۔ جو سامان تقسیم کیا گیا اس میں بسترے، کپڑے، ٹینٹ، آٹا، چینی دالیں، صابن، پتی وغیرہ کھانے پینے کی اشیاء شامل ہیں۔ اس کے علاوہ تعمیراتی کاموں میں بھی مدد دی گئی۔ مورخہ ۶ اکتوبر کو مکرم سعدی صاحب، مکرم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اور سرگودھا کے ڈاکٹر مکرم ہارون رندھاوا صاحب یہاں گئے اور امدادی کاموں میں حصّہ لیا۔

اٹھارہ ہزاری ضلع جھنگ

اسی جگہ ۵ اکتوبر کو ۸ خدام کی ایک امدادی ٹیم بھیجی گئی۔ اور میڈیکل کیمپ قائم کیا گیا۔ مکرم ڈاکٹر سید مشہود احمد صاحب مکرم ڈاکٹر علیم الدین صاحب اور میڈیکل کے سٹوڈنٹ مکرم مرزا ثمر احمد صاحب نے طبّی امداد بہم پہنچائی۔ مکرم طارق محمود صاحب اس امدادی ٹیم کے انچارج تھے۔ یہ کیمپ تین دن تک قائم رہا۔ اور راشن کپڑے ٹینٹ وغیرہ تقسیم کئے گئے۔

مکرم سعدی صاحب نے مزید بتایا کہ فضل عمر ہسپتال اور دارالضیافت ربوہ کی انتظامیہ نے نہایت گرانقدر تعاون کیا۔ اور فوری ضرورت پڑنے پر عملہ اور سامان فراہم کیا۔

اس کے علاوہ فیصل آباد کی جماعت کی طرف سے امدادی سامان کے دو ٹرک ربوہ بھجوائے گئے۔ جن میں ۳۰۰ دریاں کمبل، کپڑے اور کھانے پینے کا وافر سامان موجود تھا۔

جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے ادویات اور خورونوش کے سامان کا ایک ٹرک بھجوایا گیا۔

اس کے علاوہ مختلف اضلاع میں نظارت کی ہدایت پر سامان اکٹھا کر کے متاثرین کو بھجوا دیا جاتا ہے۔ اور امدادی کارروائیوں کا یہ سلسلہ بڑے تسلسل اور تواتر سے جاری ہے۔

خدا کے حضور بچے کو پیش کرنا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہے

جن والدین نے اپنے بچے تحریکِ وقفِ نو میں پیش کئے ہیں اُن کو مخاطب کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:۔

"خدا کے حضور بچے کو پیش کرنا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے اور آپ یاد رکھیں کہ وہ لوگ جو خلوص اور پیار کے ساتھ قربانیاں دیا کرتے ہیں وہ اپنے پیار کی نسبت سے ان قربانیوں کو سجا کر پیش کیا کرتے ہیں۔ قربانیاں اور تحفے دراصل ایک ہی ذیل میں آتے ہیں۔ آپ بازار سے شاپنگ کرتے ہیں۔ عام چیز جو گھر کیلئے لیتے ہیں اسے باقاعدہ خوبصورت کاغذوں میں لپیٹ کر اس کے گرد لپیٹے جانے والے فیتوں سے سجا کر آپ کو پیش نہیں کیا جاتا۔ لیکن جب آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ ہم نے تحفہ لینا ہے تو پھر دکاندار بڑے اہتمام سے اس کو سجا کر پیش کرتا ہے۔ پس قربانیاں تحفوں کا رنگ رکھتی ہیں۔ اور ان کے ساتھ سجاوٹ ضروری ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا بعض لوگ تو مینڈھوں اور بکروں کو بھی خوب سجاتے ہیں اور بعض تو ان کو زیور پہنا کر پھر قربان گاہوں کی طرف لے کر جاتے ہیں۔ پھولوں کے ہار پہناتے ہیں۔ اور کئی قسم کی سجاوٹیں کرتے ہیں۔"

(از خطبہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء)

بچے سکول سے واپس آئیں تو پیار سے ان کا استقبال کیجیے اور ان سے پوچھیے کہ سکول میں دن کیسے گذرا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا: مکرم خادم حسین صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ آپ کا نواسہ عزیزم آزر احمد ابن محمد عارف بعمر سوا سال کو گرنے کی وجہ سے سر میں شدید چوٹ لگی ہے۔ جرمنی کے ایک ہسپتال میں داخل ہے۔

مکرم مختار احمد حیدر صاحب سیکرٹری مال و زعیم انصار اللہ جھنگ صدر گذشتہ دس روز سے یرقان اور معدہ کی خرابی سے شدید بیمار ہیں۔ افاقہ نہیں ہو رہا۔ احباب ان کے لئے دعا کریں۔

سانحہ ارتحال: محترم میاں محمد عبداللہ صاحب ڈسکہ کوٹ ضلع سیالکوٹ بعمر ۹۰ سال کافی عرصہ علیل رہ کر مورخہ ۸ر اکتوبر ۹۲ء کو وفات پا گئے ہیں۔ مورخہ ۹ر اکتوبر ۹۲ء کو مولانا منیر الدین صاحب مربی سلسلہ نے بیت الاقصیٰ ربوہ میں جنازہ پڑھایا۔ آپ موصی تھے بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ بعد از تدفین مکرم چوہدری فیروز الدین صاحب انسپکٹر تحریک جدید نے دعا کروائی۔

○ مکرم محمد صدیق صاحب ولد پیر بخش صاحب ساکن مسن باڈہ ضلع لاڑکانہ ۲ر اکتوبر ۹۲ء بعمر ۵۸ سال وفات پا گئے ہیں۔

محترمہ بشریٰ راحت مخدوم صاحبہ اہلیہ لیو اے مخدوم صاحب مورخہ ۲۶ر ستمبر کو لاہور میں حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئیں۔ آپ اپنے میاں کی ۱۷ر ستمبر کو بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد ربوہ سے اسلام آباد کے لئے روانہ ہوئیں راستہ میں لاہور میں دل کے شدید دورہ کی بنا پر آپ کے داماد ڈاکٹر اصغر یعقوب خان نے آپ کو انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں داخل کروایا۔ مگر بیماری شدت اختیار کر گئی۔ اور آپ کی روح اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئی۔ آپ بفضل خدا موصیہ تھیں۔ آپ کا جنازہ ڈاکٹر اصغر یعقوب خان ربوہ لائے۔ بیت المبارک میں ۲۷ر ستمبر کو جنازہ ہوا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

احباب ان کی بلندئ درجات کے لئے دعا کریں۔

اعلان گمشدگی البم

ایک عدد بڑی البم جس میں کچھ گھریلو تصاویر بھی ہیں۔ گولبازار سے براستہ سرگودھا روڈ باب الابواب جاتے ہوئے کہیں گر گئی ہے۔ جن صاحب کو ملے۔ براہ کرم صدر صاحب عمومی ربوہ کو پہنچا کر مشکور فرمائیں۔

وصایا

ضروری نوٹ:۔
مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۳۸۵۹۱ میں بشیر احمد ظفر ولد برکت علی صاحب قوم ارائیں پیشہ دکانداری عمر ۸۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ بلیاں والی وارڈ نمبر ۷ کنجاہ ضلع گجرات۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴-۵-۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) دکان برقبہ ۲ ۱/۲ مرلہ واقع مین بازار کنجاہ مع سامان مالیتی -/۵۰۰۰۰ روپے (۲) نقد -/۶۲۰۰۰ روپے (۳) مکان برقبہ ۵ مرلہ واقع کنجاہ مالیتی -/۵۰۰۰۰ روپے۔ (۴) پلاٹ برقبہ ۷ مرلہ واقع کنجاہ مالیتی -/۴۲۰۰۰ روپے۔ (۵) پلاٹ برقبہ ۱۶ مرلہ واقع کنجاہ مالیتی -/۴۸۰۰۰ روپے (۶) پلاٹ برقبہ ۲۰ مرلہ واقع کنجاہ مالیتی -/۶۲۰۰۰ روپے۔ اس جائیداد میں نصف کا مالک میرا چھوٹا بھائی ہے اور نصف کا میں مالک ہوں۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۳۶۰۰۰ روپے

باقی ص۸ پر

بقیہ: ص۱ سے آگے

تعلقات کی بنیاد تقویٰ پر ہونی چاہئے

کسی شاعر نے کہا ہے:۔

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

(از خطبہ فرمودہ ۱۹ر اگست ۱۹۳۵ء)

بقیہ: ص۴ سے آگے

ہوتے ہیں اور کہا جا سکتا ہے کہ جو احتجاج وہ گذشتہ سالوں میں کرتے رہے ہیں۔ اب وہ پوری طرح پارلیمنٹ میں اس کا اظہار کر سکیں گے۔

بقیہ ص۵ سے آگے

ملازمتیں بہم پہنچانا ایک مسئلہ بن رہا ہے۔ چند اعداد و شمار ملاحظہ کیجئے۔ E.A.C. اور C.S.P. کے لئے مقابلہ کا امتحان منعقد کیا جاتا ہے جس کے لئے تعلیمی قابلیت بی۔ اے پاس ہوتا ہے۔ اب ملاحظہ کیجئے کہ ۱۹۸۹ء میں ۱۰۱ پوسٹوں کے لئے ۴۴۰۳ امیدوار امتحان میں بیٹھے۔ ۱۹۹۰ء میں ۲۵ پوسٹوں کے لئے ۵۴۱۴۔ گویا ایک پوسٹ کے لئے ۲۱۷۔ اب ان میں سے ۲۵ کو تو نوکری مل گئی۔ اور باقی ۵۳۸۹ جن میں ایم۔ اے بھی تھے۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس بھی۔ وہ ناکام رہے اسی طرح ۱۹۹۰ء میں سول ججوں کی ۲۲ آسامیاں پُر کی جانی تھیں۔ اور یہاں بھی ۱۰۲۱ اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ حاضر ہو گئے۔ تو گویا پاکستان میں تعلیم یافتہ اور اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کی کمی نہیں۔ بلکہ ان کی بڑھتی ہوئی تعداد سے پڑھے لکھے بیکار لوگوں کا مسئلہ ابھر رہا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر ہمارے اساتذہ کی اکثریت نالائق ہے تو یہ اتنے سارے اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کیسے پیدا ہو گئے۔ حقیقتاً ہمارے اساتذہ اچھے ہیں۔ بے شمار اچھے اساتذہ کے نام گنوائے جا سکتے ہیں۔ مگر میں فقط ایک دو مثالیں پیش کروں گا۔

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب دنیائے علم و سائنس میں ایک بہت بڑا نام ہے ایک نامور ہستی یہ فخر پاکستان ایک استاد ہی ہیں۔ جنہوں نے اپنی تعلیم کا پہلا حصہ پاکستان میں مکمل کیا۔ اور یہاں ہی ایک ادارے میں بطور استاد کے کام بھی کیا۔ آج بھی اپنے آپ کو پاکستانی کہنے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ اس لئے میں انہیں پاکستان کے اساتذہ میں ہی شمار کروں گا۔ بلکہ سرِفہرست رکھوں گا۔

میرے ایک استاد ہوا کرتے تھے پروفیسر سراج الدین صاحب۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب گورنمنٹ کالج میں ہندو اساتذہ کی بھرمار تھی۔ ایک انگریز بھی تھے۔ کچھ قابل ہندو اساتذہ۔ انگریز۔ اور پروفیسر صاحب ہمیں ایم۔ اے میں پڑھایا کرتے تھے۔ اور وہ جو پاکستانی استاد کہلائے (ہندو تو رخصت ہو گئے) وہ ان سے نمبر لے گئے۔ ان کی زبان دانی اپنے مضمون پر گرفت اور پڑھانے کا انداز ایسا تھا کہ وہ سب پر سبقت لے گئے۔ محترم سیفی صاحب نے ایک انگریزی کے استاد صاحب کا تذکرہ کیا ہے۔ مجھے بھی ان کے ماتحت کام کرنے کا موقعہ ملا۔ پروفیسر ملک انور صاحب انگریزی خوب بولتے تھے۔ خوب لکھتے تھے بڑے قابل تعریف استاد تھے۔ محترم میاں محمد ابراہیم صاحب کے شاگرد ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں وہ بھی یقیناً ایک بہت اچھے استاد تھے اور ہیں۔ یہ لسٹ تو لمبی ہو جائے گی۔ کیونکہ پاکستان میں اچھے اساتذہ کی کمی نہیں مگر چلئے ایک اور معیار سے پاکستانی اساتذہ کو جانچ لیں۔ یعنی یہ کہ وہ دوسروں کے مقابلہ میں کیسے ہیں۔ اپنی مثال پیش کرنا تو خودستائی خیال کی جائے گی۔ لیکن میں اپنے آپ کو قابل اساتذہ کی صف میں کھڑا نہیں کر رہا۔ بلکہ اس امر کی وضاحت کے لئے میں ایک معمولی استاد کی مثال دینا چاہتا ہوں۔ اور میں اپنے سوا کسی اور کو ایک معمولی اور عام سا استاد نہیں کہہ سکتا۔ مجھے جب امریکہ جا کے ایک ڈگری کورس کے لئے کام کرنا پڑا تو اب مقابلہ تھا امریکنوں میں اور ایک معمولی پاکستانی استاد میں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ جب کہ بعض امریکن ساتھی فیل ہوئے۔ بعض نے بی گریڈ حاصل کیا۔ میں اپنی کلاس میں ان چار پانچ خوش قسمت لوگوں میں سے تھا جنہیں اے گریڈ نصیب ہوا۔ میں اپنی ذاتی خوبی نہیں گنوا رہا۔ بلکہ فقط اس امر کی وضاحت کر رہا ہوں کہ جب دوسروں سے مقابلہ آن پڑے تو پاکستانی استاد پیچھے نہیں رہتا۔ اور اگر یہ حقیقت تسلیم کر لی جائے تو پھر اس میں کہاں تک جواز ہے کہ اسے دنیا کا نالائق ترین استاد گردانا جائے۔ اور پاکستانی اساتذہ کی اس طرح تشہیر و تنقید کی جائے۔ ہمارے ہاں ہزاروں استاد اپنی لیاقت کا لوہا منوا رہے ہیں۔ اپنے علم و محنت سے دوسروں کے مقابلہ میں بہتر ثابت ہو رہے ہیں۔ اس لئے براہ کرم ان غلط اعداد و شمار سے متاثر ہو کر پاکستانی اساتذہ کو تحقیر کی نظر سے مت دیکھئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ ربوہ: ۱۲؍اکتوبر۔ صبح کے وقت خاصی ٹھنڈ ہو رہی ہے دن میں گرمی ہو جاتی ہے۔

○ وزیر اعلیٰ سندھ ہاؤس میں ایم کیو ایم الطاف گروپ کے ۵ اراکین نے پریس کانفرنس میں حکومت سے سمجھوتہ کا اعلان کر دیا ہے۔ ایم کیو ایم اس طرح سے اقتدار میں واپس آگئی ہے۔ ایم کیو ایم کے اراکین کا وزیر اعلیٰ سید مظفر شاہ سے گیارہ نکاتی سمجھوتہ طے پا گیا ہے۔ اس کے مطابق جون ۱۹۹۲ء میں جو وزارتیں اور جو مشیر ایم کیو ایم سے لئے گئے تھے وہ برقرار رہیں گے۔ صوبائی اسمبلی کے سپیکر اور سینیئر وزیر کی پوزیشن بحال رہے گی۔ جون کے بعد ملازمتوں سے برطرف ہونے والوں کے معاملات پر نظر ثانی ہو گی۔ جن اراکین کے لئے تحفظ مانگا جائے گا انہیں تحفظ دیا جائے گا۔ گرفتار شدگان کے معاملات پر نظر ثانی ہو گی۔ بلدیاتی انتخابات کے معاملے پر ایم کیو ایم کے مشورے سے نظر ثانی ہو گی۔

○ صدر مملکت نے کہا ہے مضبوط دفاع سے دشمن کے عزائم ناکام بنائے جا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پرکشش مگر پرفریب وعدے ہمیں اپنے دفاع سے غافل نہیں کر سکتے۔ وہ پاراچنار میں فرنٹیئر کور اور کرم ملیشیا کی ایک تقریب سے خطاب کر رہے تھے۔

○ سندھ کے ۱۶ جیل افسران اور اہلکاروں کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا ہے جبکہ ڈی آئی جی جیل خانہ جات کو معطل کر دیا گیا ہے۔ ان پر لسانی دہشت گرد تنظیموں سے رابطہ رکھنے منشیات فروشی اور قیدیوں سے رشوت لینے کا الزام ہے۔

○ ایم کیو ایم کے ایک کارکن نے انکشاف کیا ہے کہ الطاف حسین کے استقبالیہ کیمپوں پر فائرنگ خود ایم کیو ایم نے کروائی تھی۔ آرمی انٹیلی جنس اور رینجرز نے اصل ملزم کو گرفتار کر لیا ہے۔

○ پیر صاحب پگاڑا نے کہا ہے کہ فوج جب آتی ہے تو جانے کے لئے نہیں آتی صفائی اور فیملی پلاننگ ہونا باقی ہے۔ پہلے شاید دو چار مارے جاتے اب زیادہ مارے جائیں گے۔

○ سندھ کا بدنام ڈاکو ایوب کھوسو فوج کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس ڈاکو نے ۱۶ مسافروں کو بس سے اتار کر قتل کیا اور ۲۰ نمازیوں کو مسجد کے باہر قتل کر دیا۔ اس کو گرفتاری کے بعد تفتیش کے لئے لایا جا رہا تھا کہ اس نے راستے میں فرار کی کوشش کی جس پر پولیس سے مقابلے کے بعد وہ ہلاک ہو گیا۔

○ فوج کی واپسی کی خبروں کے بعد چھپے ہوئے ڈاکو اپنی کمین گاہوں سے نکلنا شروع ہو گئے ہیں۔ سکھر سے دس کلومیٹر دور شکارپور روڈ پر ڈریہا کے مقام پر ڈاکوؤں نے گاڑیوں کو روک کر لوٹنا شروع کر دیا اور مزاحمت پر ڈرائیور کو گولی مار دی۔

○ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ وہ اپوزیشن سے غیر مشروط تعاون چاہتے ہیں انہوں نے کہا کہ قوم کی تعمیر کا جذبہ ہو تو شرطوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

حبوب مفید اٹھرا -/۱۶، -/۴۸
اکسیر اولادِ نرینہ (کورس) -/۱۵۰
زدجام عشق خاص -/۴۸۰
تریاقِ معدہ -/۱۰، -/۲۰
روشن کاجل -/۵
سرمہ جواہر -/۵
حسن نکھار ابٹنہ -/۱۰، سفوف سکاکائی -/۱۰، حسن نکھار کریم -/۱۰، زرگل ہیئر آئیل -/۱۵

ناصر دواخانہ گول بازار ربوہ۔ فون ۶۳۴

بقیہ صفحہ ۷ سے آگے

سالانہ بصورت دکانداری مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ بشیر احمد ظفر بشیر جنرل سٹور مین بازار کنجاہ۔ ضلع گجرات گواہ شد نمبر۱۔ غلام حیدر گھڑی ساز مین بازار کنجاہ۔ گواہ شد نمبر۲ چوہدری محمد صالح زعیم انصار اللہ کنجاہ۔

نہایت مفید اور مؤثر

قند شفاء

جوشاندے کا انسٹنٹ پوڈر انفلوئنزا، نزلہ، زکام، خراش گلو، بند زکام دائمی نزلہ اور سردرد کے لئے مفید ہے۔ قیمت -/۱۰ روپے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

ضرورت ہے

۱۔ آفس ورک کیلئے آدمی۔ تعلیم کم از کم میٹرک (عمر ۲۵ تا ۳۵ سال)

۲۔ آٹو ربڑ پارٹس اور ویلڈنگ کا کام سیکھنے کے لئے لڑکے۔ (دوران ٹریننگ وظیفہ بھی دیا جائے گا رہائش مفت ہو گی) دیہاتی لڑکوں کو اوّلیت دی جائے گی۔

میاں بھائی ۱۰۔ ایمنٹگمری روڈ۔ لاہور

فون نمبر ۲۲۳۳۷۳ - ۲۲۳۳۷۲

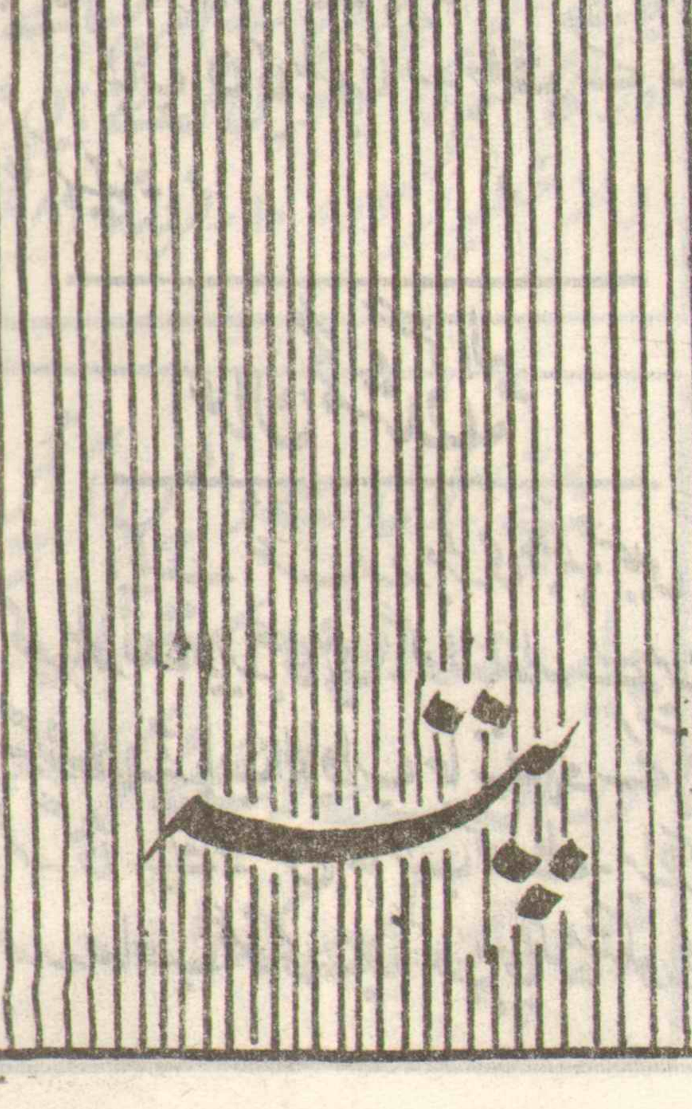

وارئیر کیمیکل کمپنی کی معیاری مصنوعات

اپنے پیارے گھر اور ماحول کو مضر صحت جراثیموں اور کیڑے مکوڑوں سے پاک کرنے کے لئے نیز اپنے فرنیچر اور لکڑی کی چھتوں اور دروازوں کو دیمک اور دوسرے کیڑوں سے بچانے کے لئے وارئیر کی مجربہ مصنوعات استعمال کریں۔ اللہ نے چاہا تو ہم اپنی مصنوعات کے اعلیٰ ظرف خریداروں کی توقع پر پورا اتریں گے۔

وارئیر کی معیاری مصنوعات

○ وارئیر فینائل ○ وارئیر آئل سپرے
○ وارئیر انسکٹ کلر پوڈر ○ وارئیر اینٹی ٹرمائیٹ

مندرجہ بالا مصنوعات کے علاوہ وارئیر کیمیکل کمپنی نے بفضل تعالیٰ جدید تحقیق کے بعد کپڑے دھونے والا صابن ”بُہائی سوپ“ بنایا ہے جو کہ معیار میں اعلیٰ ...... مقدار میں پورا

کرے ایک وقت میں تین کام

دھوئے بھی ـــ چمکائے بھی ـــ کپڑوں کو مہکائے بھی

”بُہائی سوپ“

وارئیر کیمیکل کمپنی رجسٹرڈ پاکستان (فیصل آباد)